Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of the Role of the Compilation and Editing of the Quran in Understanding the Quran

فہم قرآن میں جمع وتدوینِ قرآن کا کردار کا تحقیقی جائزہ

Nusrat Bano
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore.
nusratazeem766@gmail.com
Dr. Muhammad Imtiaz Hussain
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT
Understanding the Quran and compiling and editing the Quran means that it has gone through several stages to preserve the meanings and concepts of the Quran and convey it to humanity, as the early Arabs understood it, and it was without dots, but when it got further and people started to find it difficult to understand, dots were added to it so that the real goal, which is to understand the Quran, could be achieved. With the passage of time, when people started making mistakes in Arabic after the dot, Arabic was added to preserve its meaning, and this whole work was completed from the era of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) to the era of the Companions so that there was no room for doubt. After this comes the stage of collecting the Quran, and collecting the Quran means collecting the Holy Quran. Whether by memorization, writing, or recording the recitation.Compilation and Compiling of the Quran and Understanding The compilation of the Quran took place during the time of the Prophet Muhammad (peace be upon him), while some say that there was no writing at that time, it was only preserved in the chests, although during that period it was written and scribes of revelation existed. Thus, the Holy Quran was preserved in a compiled form and in book form.The third period of the compilation and understanding of the Quran was the Ottoman era. During the Caliphate of Sayyiduna Uthman, Islam had spread from Arabia to the far reaches of Rome and Iran. New Muslims who were non-Muslims would learn the Quran from the fighters for Islam or Muslim traders, thanks to whom they would receive the blessings of Islam.The Quran was revealed in seven letters. The companions learned from the Prophet (peace be upon him) according to different recitations. Therefore, each companion taught his student in the same way as he himself learned from the Prophet (peace be upon him). Thus, the differences in recitations reached distant countries and disputes began to arise among people.

Keyword: *Quran, Understanding Quran, Compilation, Codification, Interrelationship, Research Review.*

فہم قرآن میں قرآن کو سمجھنا مراد ہے اور اسی سمجھ بوجھ کیلئے قرآن کے جمع و تدوین کے کئی ایک مراحل پیش آئے اور آج ہم تک قرآن پہنچا ہے۔ فہمِ قرآن اور جمع و تدوین قرآن سے مراد ہے کہ قرآن کے معانی و مفاہیم کو محفوظ رکھنے اور اسے انسانیت تک پہنچانے کیلئے کئی ایک مراحل سے گزارا گیاہے جیسا کہ اوائلِ عرب لوگ اسے سمجھتے تھے،اور یہ نقطے کے بغیر تھالیکن جب مزید آگے دور آیا کہ لوگ سمجھنے میں دشواری محسوس کرنے لگے تو اس پر نقطے لگائے گئے تاکہ اصل مقصد جو فہم قرآن ہے وہ حاصل ہو۔ مزید وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب نقطے کے بعد لوگ اعراب میں غلطی کرنے لگے تو اس کے فہم کو محفوظ رکھنے کیلئے اعراب لگائے گئے اور یہ ساراکام عہد نبوی ﷺ سے عہدِ صحابہ میں مکمل ہوا تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔اس کے بعد جمع قرآن کا مرحلہ آتا ہے اور جمع قرآن سے مراد قرآن کریم کا جمع کرنا۔ خواہ حفظ سے ہو یا کتابت سے یا تلاوت کی ریکارڈنگ سے۔

[1] سہارنپوری، رحیم بخش، مباحث علوم القرآن ، ص83
[2] حاکم، ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد. المستدرک علی الصحیحین. بیروت. لبنان: دار الکتب العلمیه.،(الرقم الحدیث7632)،512/6

جمع وتدوین کا تعارف

جمع قرآن سے مراد قرآن کریم کا جمع کرنا-خواہ حفظ سے ہو یا کتابت سے یا تلاوت کی ریکارڈنگ سے-تدوین سے مراد اس کو کتابی صورت میں ترتیب دینا ہے-ان سب مراحل کی ایک دلچسپ معلوماتی تاریخ ہے جسے ایک طالب علم کے لئے جاننا بہت اہم ہے تاکہ وہ آگاہ رہے کہ یہ مقدس کتاب کس طرح کن کن ادوار سے گزر کر محفوظ ترین صورت میں ہم تک پہنچی-"[1] تدوین سے مراد اس کو کتابی صورت میں ترتیب دینا ہے۔ان سب مراحل کی ایک دل چسپ معلوماتی تاریخ ہے جسے ایک طالب علم کے لئے جاننا بہت اہم ہے۔ تاکہ وہ آگاہ رہے کہ یہ مقدس کتاب کس طرح کن کن ادوار سے گذر کر محفوظ ترین صورت میں ہم تک پہنچی۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تدوین کے تین ادوار ہیں جو کہ حدیث سے بھی ثابت ہے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ مستدرک میں فرماتے ہیں:

«جُمِعَ الْقُرْآنُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَحَدُهَا بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ، وَالثَّانِيَةُ: بِحَضْرَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَالْجَمْعُ الثَّالِثُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ-»[2]

"قرآن کریم تین بار جمع کیا گیا، پہلی بار آپ ﷺ کی موجودگی میں، دوسری بار سیدنا ابو بکر صدیق τ کی موجودگی میں اور تیسری بار سیدنا عثمان τ کے عہد میں۔"

مذکورہ بالا روایت سے سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کی جمع و تدوین کے ادور تین ہیں اور ان تین اوار میں قرآن پر تحقیقی کام ہوا کہ جس میں سب سے پہلے کائنات کے محققِ اعلیٰ حضور سرورِ عالم ﷺ تھے جنہوں نے اللہ کا کلام ہم تک پہنچایا اور سب سے پہلے اپنے سینہ مبارک میں جمع و محفوظ فرمایاہے۔اس فصل میں سب سے پہلے دور نبوی ﷺ میں جمع قرآن کی اور اس کے تین ادوار میں جمع و تدوینِ قرآن کی خدمات پر بحث ہو گی۔ڈاکٹر رحیم بخش سہارنپوری لکھتے ہیں کہ لفظ جمع کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے:

۱۔لوح قلب میں حفظ کر لینے کو بھی "جمع" کہتے ہیں۔چنانچہ حفاظ قرآن کو جماع القرآن بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ آیات اور سورتوں کو بلحاظ ترتیب نزول کتابت کر کے کتابی شکل میں لانا۔

۳۔ آیات اور سورتوں کو بالترتیب کتابت کر کے کتابی صورت میں مدون کرنا۔

۴۔ متعدد قرائتوں میں سے صرف ایک قراءت پر ہی لوگوں کو متفق رکھنا۔[3]

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن کا مقصد یہی تھا کہ جس طرح قرآن مجید آپ ﷺ پر اترا ہے اور جس طرح آپ نے اسے پڑھایا سکھایا ہے اسے لکھ کر محفوظ کر لیا جائے اسی فہم و فراست کے ساتھ سمجھا جائے۔ یہ اللہ کا حکم تھا تاکہ مستقبل میں ممکنہ اختلاف جو قراءت یا اس کے الفاظ، ترتیب اور لغت میں پیدا ہو سکتا ہے وہ نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے خود بھی اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی مگر اس حفاظت کا کام صحابہ رسول اور امت کے قراء و حفاظ سے بھی لیا۔

فہم قرآن اور جمع قرآن کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کی تنزیل میں سخت شدت محسوس کیا کرتے۔ اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا ابن عباس رض اللہ عنہما کی روایت صحیحین میں ہے۔تو اللہ تعالی نے ابتداء میں ہی یہ فرمادیا :

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَه وَقُرْاٰنَه[4]

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس کو یاد کرادینا اور پڑھوادینا ہمارے ذمہ ہے۔"

[3] سہارنپوری، رحیم بخش، مباحث علوم القرآن ، ص87
[4] القیامۃ17:75

مسجد نبوی میں جمع وفہم قرآن کا اہتمام

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن کی زندہ جاوید مثال ہے کہ ابتدائے اسلام میں قرآن سینوں میں جمع تھا، آپ ﷺ نے صحابہ کو صرف قرآن کے معنی وعمل ہی نہیں سکھائے بلکہ اسے جمع کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتے۔ڈاکٹر رحیم بخش سہار نپوری لکھتے ہیں:

"جب بھی کوئی شخص ہجرت کرکے مدینہ آتا آپ ﷺ اسے انصار ومہاجرین کے سپرد کردیتے کہ اسے قرآن سکھائیں کیونکہ ان کے پاس سینوں میں جمع تھا۔"[9]

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن اس طرح مسجد نبوی ﷺ میں قرآن سیکھنے اور سکھانے والوں کی اتنی تعداد رہتی کہ ان کی آوازوں کا شور ہوتا اور نبی اکرم ﷺ کو تاکید کرنا پڑتی کہ اپنی آواز کو پست رکھا کرو تاکہ مغالطہ پیش نہ آئے۔نیز صحابہ کی بڑی تعداد اطراف مدینہ میں جاکر قریہ قریہ اور بستی بستی قرآن سکھاتی رہی۔اس طرح ان نوجوانوں کی قوت حافظہ بہت کام آئی اور سینکڑوں حفاظ تیار ہوگئے۔محمد کبیر علی لکھتے ہیں:

"مدینہ کے حفاظ میں، خلفاء اربعہ اور عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، سالم مولی ابی حذیفہ، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوالدرداء، طلحہ، سعد، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر وابن عباس، عبادہ بن صامت، عبداللہ وعمرو بن العاص، انس بن مالک، امیر معاویہ، فضالہ بن عبید، مسلمہ بن مخلد، ابوزید بن السکن اور عبداللہ بن السائب [جبکہ خواتین میں عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، اور ام ورقہ ω شامل ہیں۔"[10]

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن میں خدمات سرانجام دینے والوں کی تعداد کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوجاتا ہے کہ غزوہ بئر معونہ کے موقع پر جن ستر صحابہ کو شہید کیا گیا وہ قراء کہلاتے تھے اور حفاظ قرآن تھے۔سیدنا ابو بکر صدیق τ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ کے موقع پر ستر قراء صحابہ شہید ہوئے تھے۔

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن کے باقاعدہ ادوار

جمع وتدوینِ قرآن، فہم قرآن اور حفاظت قرآن کا اصل دارومدار توحفظ تھا مگر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی کتابت وتدوین کا بھی اہتمام کرڈالا۔یہ بھی قرآن مجید کا جمع کرنا ہے۔نزول کے بعد آپ ﷺ کاتبان وحی کو جبریل امین کی ہدایت کے مطابق فرماتے کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں جنہیں فلاں سورہ کی فلاں آیت کے سرے پر رکھو اور لکھو۔اس طرح قرآن کریم کے ایک ایک حرف، آیت، سورۃ کو کتابت کے ذریعے آپ ﷺ نے صحیفوں اور سطور میں ترتیب دے کر محفوظ کردیا۔جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تدوین کے تین ادوار ہیں جو کہ حدیث سے بھی ثابت ہے امام حاکم رحمہ اللہ مستدرک میں فرماتے ہیں:

«جُمِعَ الْقُرْآنُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَحَدُهَا بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ، وَالثَّانِيَةُ: بِحَضْرَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَالْجَمْعُ الثَّالِثُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ.»[11]

"قرآن کریم تین بار جمع کیا گیا، پہلی بار آپ ﷺ کی موجودگی میں، دوسری بار سیدنا ابوبکر صدیق τ کی موجودگی میں اور تیسری بار سیدنا عثمان τ کے عہد میں۔"

علماء نے قرآن کو تین بار جمع کرنے سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ:

- پہلی بار عہد نبوی میں اس کی کتابت اور تدوین ہوئی۔یہ جمع صرف کتابت آیات اور ان کی ترتیب تک رہی جو سورتوں میں مخصوص مقام پر آگئیں، یہ توقیفی ترتیب تھی۔
- دوسری مرتبہ عہد صدیقی میں اسے ایک ہی مصحف میں لکھا گیا۔یہ جمع صرف کتابت تک ہی محصور رہی۔وہ اس طرح کہ ہر سورۃ کی آیات کو ایک ہی صحیفہ میں مرتب کردیا گیا۔

یعنی کہ "لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَه وَقُرْاٰنَه " آپ قرآن پاک کو حاصل کرنے میں جلدی مت کیا کیجئے یقیناً اس قرآن کو جمع کرنا اور اسے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔

جمع کرنے سے مراد یہاں اس دور کی اور مستقبل کی قرآنی جمع ہے جسے فہم قرآن کہا جاسکتا ہے۔جو سینوں میں بھی ہوا اور سفینوں میں بھی۔قرآنہ سے مراد آپ ﷺ سے اسے ویسے ہی ترتیل سے پڑھوانا جس طرح آپ پر تازہ بتازہ اترتا تھا اور مستقبل میں مختلف قراء کی آوازوں سے بھی۔چنانچہ جبریل امین آپ ﷺ کے پاس جب آتے تو آپ غور سے سنا کرتے۔پھر جب وہ چلے جاتے تو آپ اسے ویسا ہی پڑھ لیتے جیسا انہوں نے اسے پڑھا ہوتا۔فہم قرآن اور جمع قرآن کا مندرجہ بالا مذکور آیات میں کیا ہوا اللہ کا وعدہ، یہ وعدہ اللہ تعالی نے خوب نبھایا اور اس کی حفاظت کا سامان ہر دور میں کرتا رہا۔اس کے کل چار ادوار ہیں جنہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے سوائے قرآن کریم کے اپنی کسی اور کتاب کے ساتھ حفاظت کا یہ معاملہ نہیں کیا۔یہ ادوار درج ذیل ہیں۔

فہم قرآن کا تعارف

جمع وتدوینِ قرآن کا مقصد فہم قرآن کو محفوظ رکھنے کیلئے اس کی کتابت کی گئی۔واضح رہے کہ قرآن کے نزول کا دور جمع قرآن کے حوالے سے سینوں میں محفوظ کرنے کا طریقہ ہی تھا۔اس دور میں قرآن کے جمع کا یہی طریقہ تھا کہ یہی فہم قرآن کی پہلی منزل تھی۔

- نبی کریم کا جمع قرآن
- سرور عالم ﷺ نے حفاظت قرآن کے لئے دو ہدایات دیں، ایک یہ کہ اسے حفظ کیا جائے۔اور دوسری ہدیات یہ دی کہ اس کو لکھا جائے۔
- سینوں میں جمع قرآن

اس کی یہاں پر وضاحت ذیل میں کرتا ہوں۔

فہم قرآن عطا فرمانے والے اور جمع قرآن فرمانے والے نبی کریم ﷺ سب سے اول تھے اور قرآن کو جمع کرنے کے حوالے سے آپ کا قرآن یاد کرنا جمع قرآن کی پہلی کڑی ہے۔جمع قرآن کے حوالے سے وحی کے آغاز سے ہی آپ ﷺ کو قرآن مجید یاد ہونا شروع ہوگیا کیونکہ آپ ﷺ کو یہ تسلی دی گئی جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ[5]

"ہم آپ کو پڑھوادیں گے کہ آپ نہیں بھولیں گے"

اسے آپ ﷺ کے قلب اطہر پر اتار کر محفوظ کردیا گیا، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَه وَقُرْاٰنَه[6]

"یقیناً اسے جمع کرنا اور اسے پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔"

ہر سال جبریل امین کے ساتھ آپ ﷺ نازل شدہ حصے کا باقاعدہ دور بھی کرتے۔حدیث میں ہے:

«أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُ النَّبِيَّ ﷺ بِالْقُرآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عَارَضَهُ مَرَّتَيْنِ»[7]

"جبریل امین ہر سال آپ ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے۔جس سال آپ ﷺ کا انتقال ہوا، جبریل امین نے آپ ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا۔"

اس بار جو دو مرتبہ آپ ﷺ نے دور فرمایا اس کے بارے میں ایک دوسری حدیث میں یوں وضاحت ہے۔آپ ﷺ نے اس دو مرتبہ دور کے بارے میں فرمایا:

«إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي.»[8]

"جبریل میرے ساتھ ہر سال قرآن کریم کا ایک مرتبہ دور فرمایا کرتے اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا۔میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت آنے والی ہے۔"

---

[9] سہارنپوری، رحیم بخش، مباحث علوم القرآن ، ص79

[10] کبیر علی ، محمد، مجموعہ علوم القرآن،ص103

[11] حاکم، ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد. المستدرک على الصحيحين. (الرقم الحديث7632)،512/6

[5] الاعلیٰ6:87

[6] القيامة17:75

[7] بخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،(الرقم الحديث4998)،217/3

[8] الشيباني،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1421 ھ،(الرقم الحديث8712)،712/8

پھر یہ تمام صحائف ایک دوسرے کے ساتھ ضم کر دئے گئے اگرچہ ان میں سورتوں کی ترتیب نہ تھی۔

- تیسری مرتبہ عہد عثمانی میں متعدد مصاحف سے اسے ایک ہی خط عثمانی میں لکھا گیا۔ یہ کوشش مکمل قرآن کریم کو ایک ہی صحیفہ میں جمع کرنے کی تھی تاکہ آیات وسور تیں سبھی مرتب ہو جائیں۔ ان ادوار میں ہر اگلی کوشش ترجیحی طور پر کتابت کی تحسین تھی۔[12]

پھر اس پر ایک اور اعتراض ہوتا ہے کہ زمانہ نبوی میں قرآن کریم ایک ہی مصحف میں جمع کیوں نہ ہو سکا؟ اس کے کئی جواب علماء نے دیئے ہیں۔

- قرآن کریم یکبارگی نہیں بلکہ تیئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا۔ اس لئے بھی ایک مصحف میں جمع کرنا ممکن نہ تھا۔
- آپ ﷺ نے اسے اس لئے بھی ایک ہی مصحف میں جمع نہیں فرمایا کیونکہ قرآن میں نسخ واقع ہو رہا تھا اگر آپ ﷺ اسے جمع کر دیتے پھر کچھ حصے کی تلاوت منسوخ ہو جاتی تو یہ اختلاف اور دین میں اختلاط کا سبب بنتا۔ آپ ﷺ بھی قرآن کریم کے بعض احکام یا تلاوت کے بارے میں منتظر رہتے کہ شاید کچھ منسوخ ہو جائے اس لئے بھی آپ ﷺ نے جمع نہیں کروایا۔ جب اس کا نزول مکمل ہو گیا اور زمانہ نسخ کے اختتام تک یہ قرآن سینوں میں محفوظ بھی رہا اور آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اللہ تعالی نے خلفاء راشدین کو اس کے جمع کرنے کا الہام کر دیا۔
- قرآن کریم میں آیات وسور کی ترتیب نزولی نہیں۔ اگر اس وقت قرآن ایک مصحف میں جمع کر دیا جاتا تو یہ ترتیب ہر نزول کے وقت ہی تبدیلی کا سامنا کرتی۔ اس لئے صحابہ کرام کے مابین جب کسی آیت میں اختلاف ہوتا تو وہ مکتوب قرآن کی بجائے رسول اکرم ﷺ سے ہی رجوع کرتے۔ وفات رسول اور بعض قراء صحابہ کرام کی شہادت کے بعد یہ ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ ایک ہی مصحف میں قرآن جمع کر لیا جائے اور یہ سعادت سیدنا ابو بکرؓ کے حصے میں آئی۔
- عہد رسول میں جو کچھ لکھا گیا اس کی کچھ تلاوت منسوخ ہو گئی تھی۔ مگر وہ آپ ﷺ کی وفات تک مکتوب صورت میں موجود رہی۔
- آپ ﷺ کے عہد میں قرآن کریم مختلف پارچات پر مکتوب اور الگ الگ تھا۔ آپ ﷺ کو بھولنا بھی نہیں تھا ہاں یہ امکان آپ کی وفات کے بعد دوسروں سے تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسے ایک ہی مصحف میں لکھنے کی صحابہ کرام نے جلد از جلد کوشش کی۔[13]

قرآن کی ترتیب پر بے شمار مستشرقین نے اعتراضات اٹھائے جیساکہ رحیم بخش لکھتے کہ ایک عراقی یہودی مسٹر داؤد نے انگریزی زبان کا ترجمہ قرآن شائع کرکے مقدمہ میں لکھا:

"یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ بڑی اور لمبی سورتیں پہلے اور چھوٹی سورتیں بعد میں ہیں۔ حالانکہ ترتیب اس کے برعکس ہونی چاہیے تھی تاکہ قاری کے لئے آسانی ہوتی۔ چنانچہ اس نے قاری قرآن کو الجھن میں ڈالنے کے لئے اپنے ترجمے میں قرآنی سورتوں کی ترتیب الٹ دی ہے۔ ایسے دانشوروں کا ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں جہاں ایک ہی واقعہ کو بارہا بیان کیا گیا ہے اس سے یہ تکرار نکال دی جائے۔"[14]

اس کا جواب علماء امت نے دیا ہے جس کا اختصاصی جواب یہ ہے کہ: مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے کتاب اللہ کو کلام اللہ کہنے کی بجائے رسول اللہ ﷺ کی تصنیف ہی سمجھنے کی ٹھانی ہوئی ہو تو وہ اپنے حسد اور بغض بھری عداوت کا اظہار کسی طرح تو کریں گے؟۔ حالانکہ قرآن کی یہ توقیفی ترتیب جو اللہ کے حکم سے رسول اکرم ﷺ نے فرمائی اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جن کا اظہار وقتاً فوقتاً شائع ہونے والی ہر نئی تفسیر میں ہوتا آیا ہے۔ اس میں ایک حسن ہے یہ باہم گتھی ہوئی مرتب سورتیں ہیں۔[15]

1- جمع وفہم قرآن اور عہدِ نبوی ﷺ

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن مجید کی تدوین کا کام عہد نبوی ﷺ میں ہوا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اس وقت تحریر کا کام نہیں تھا بس سینوں میں محفوظ تھا حالانکہ اس دور میں تحریر کیا جاتا تھا اور کاتبانِ وحی موجود تھے۔ یوں قرآن کریم مرتب صورت میں کتابی شکل میں بھی محفوظ ہو گیا۔ اس کتابت کے بارے میں کاتب وحی سیدنا زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں:

> "قرآن کی جو آیات نازل ہوتیں آپ ﷺ مجھے لکھوا دیتے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو سناتا، اگر اصلاح کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ اصلاح فرما دیتے۔ پھر اس کے بعد اس لکھے ہوئے کو میں لوگوں کے سامنے لاتا۔ جو کچھ بھی لکھا جاتا وہ آپ ﷺ کے گھر میں رکھ دیا جاتا تھا۔ اس دور میں قرآن کاغذوں پر لکھا جاتا نہ ہی باقاعدہ مصحف کی صورت میں تھا بلکہ متفرق طور پر پتھر کی تختیوں، چمڑے کے ٹکڑوں، درخت کی چھالوں اور چوڑی ہڈیوں وغیرہ پر لکھا جاتا تھا۔"[16]

یعنی تحریر میں تو تھا مگر ایک نسخہ نا تھا کہ جس میں مکمل ہوا اسی لئے تو سیدنا زید ؓ کا یہ کہنا ہے:

"قبض النبی ﷺ ولم یکن القرآن جمع فی شئ۔"[17]

"آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور قرآن کریم کسی بھی شے میں جمع نہ تھا۔"

جمع وفہم قرآن میں صحابہ کی خدمات

جمع وتدوینِ قرآن اور فہم قرآن کیلئے کتابت وحی کا کام دیگر صحابہ بھی کرتے۔ عہد رسالت ﷺ میں ایک نسخہ تو وہ تھا جو نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا اس کے علاوہ صحابہ ؓ نے خود اپنے نسخے بھی تیار کر رکھے تھے۔ جن صحابہ ؓ کے پاس اپنے لکھے ہوئے مصاحف تھے ان میں حضرات عبد اللہ بن مسعود، علی، عائشہ، ابی بن کعب، عثمان بن عفان، تمیم الداری، ابو الدرداء، ابو ایوب انصاری، عبد اللہ بن عمر، عبادہ بن صامت، اور زید بن ثابت شامل ہیں۔

> "کاتبین وحی میں حضرات ابو بکر، عمر، عثمان، علی، عبد اللہ بن ابی سرح، زبیر بن عوام، خالد بن سعید بن العاص، ابان بن سعید بن العاص، خالد بن الولید، معاویہ، مغیرہ بن شعبہ، عمرو بن العاص، عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن رواحہ [بھی شامل ہیں۔[18]

آپ ﷺ نے انہی صحابہ سے فرمایا: سیدنا ابن عمر ؓ سے مروی ہے "رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کو دشمن کی زمین میں لے جانے سے منع فرمایا۔"[19]۔ نیز قرآن کریم کے علاوہ ان اوراق پر کچھ اور لکھنے سے بھی آپ ﷺ صحابہ کرام کو منع اور حضور ﷺ نے فرمایا:

> «مَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّيْ وَلاَ حَرَجَ-»[20]
>
> "مجھ سے قرآن کے علاوہ جس کسی نے کچھ لکھا ہے تو وہ اسے مٹا دے ہاں مجھ سے حدیث بیان کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔"

حضور کا تدوین قرآن میں آیات کی ترتیب لگوانا فہم کیلئے ہے

یاد رہے کہ آپ ﷺ کی زیر نگرانی جو کتابت قرآن ہوئی وہ سبعہ حروف پر مشتمل تھی جس کا مقصد فہم قرآن کو محفوظ رکھنا ہے اور اس کی آیات کی ترتیب توقیفی تھی۔ آپ ﷺ جہری نماز کی قراءت میں عموماً اختیار اسی ترتیب کو ہی اختیار فرماتے۔ حتی کہ سورتوں سے قبل بسم اللہ کی تحریر

---

[12] الزر کشی،البرہان از زرکشی،235/1
[13] الزر کشی،البرہان از زرکشی،235/1
[14] سہارنپوری، رحیم بخش، مباحث علوم القرآن ، ص102
[15] ایضاً
[16] زرقانی، امام ،مناہل العرفان ،ص249)
[17] ابن حجر العسقلانی،احمد بن علی، فتح الباری،المکتبہ السلفیہ القاہرہ،9/9
[18] جوزی ،ابن قیم ،علامہ ،زاد المعاد لابن القیم،30/1
[19] بخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،(الرقم الحدیث409)،76/1
[20] ایضاً

جہاں تک دوسرے معنی میں تدوین قرآن برائے فہم قرآن کا تعلق ہے تو اس کا اہتمام بھی دورِ نبوی ﷺ میں بخوبی ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں اور آپ ﷺ کے سامنے مکمل قرآنِ کریم لکھا گیا، اگرچہ پتھروں، کاغذ اور چمڑے کے ٹکڑوں پر ہی سہی، لیکن یہ بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا تھا کہ قرآنِ کریم اکثر صحابہ کے سینوں میں محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف اشیا پر تحریری شکل میں بھی موجود تھا۔

صدیق اکبر τ کی تدوینِ قرآن و فہم قرآن کی خدمات کا پس منظر

جب حضرت ابو بکر τ نے جو سب سے بڑھ کر منصب خلافت کے مستحق تھے، تمام صحابہ [کی بیعت کے ساتھ مسند خلافت پر قدم رکھا تو ایک بہت بڑے واقعہ نے اُنہیں قرآنِ کریم کو مصحف کی شکل میں جمع کرنے اور تدوینِ قرآن پر آمادہ کیا کیونکہ اس واقعہ سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ قرآنِ کریم کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ واقعہ یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدینِ اسلام سے مسلمانوں کی جنگ چھڑ چکی تھی اور یہ ایک بہت بڑی جنگ تھی۔ ایک طرف مرتدین تھے اور ان کے مقابلے میں تمام اُمت مسلمہ برسرپیکار تھی۔ تاریخ میں اس لڑائی کو 'جنگ یمامہ' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس میں صحابہ کرام [کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی۔ جب یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضرت عمر بن خطاب τ سخت غمناکی کے عالم میں حضرت ابو بکر τ کے پاس تشریف لائے اور اُنہیں معاملہ کی سنگینی سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اگر قراء صحابہ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو خطرہ ہے کہ قرآنِ کریم کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ لہٰذا اُنہوں نے قرآنِ کریم کو مدوّن کرنے کی تجویز پیش کی۔

اس کے بعد کیا ہوا اسکے بارے میں تدوینِ قرآن کی تفصیلات سیدنا زید بن ثابت τ نے دی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: جنگ یمامہ کے فوراً بعد ۱۲ھ کو سیدنا ابو بکر صدیق τ نے ایک روز پیغام بھیج کر مجھے بلوا بھیجا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو وہاں سیدنا عمر بھی موجود تھے۔

ابو بکر صدیق τ نے مجھے فرمایا: عمر τ نے آکر مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے ستر حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور اگر مختلف مقامات پر اسی طرح حفاظ قرآن شہید ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کا ایک بڑا حصہ ناپید نہ ہو جائے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ قرآن کو یک جا کر دینا چاہئے۔

ابو بکر صدیق τ نے فرمایا میں نے عمر τ سے کہا: جو کام نبی ﷺ نے نہیں کیا ہم وہ کیسے کریں؟ عمر τ نے جواب دیا: خدا کی قسم! یہ کام کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد عمر τ مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ میرا بھی شرح صدر ہو گیا اور اب میری بھی رائے وہی ہے جو عمر τ کی ہے۔ اس کے بعد خلیفہ رسول حضرت ابو بکر τ نے مجھ سے فرمایا: زید! تم نوجوان ہو اور سمجھ دار بھی۔ ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ہے۔ تم نے رسول اللہ ﷺ پر اترنے والی وحی کو لکھا ہے اور

ابو بکر صدیق نے فرمایا:

" فَتَتَبَّعِ القرآن فأجمعه "[24]

”تم قرآن کو تلاش کر کے اسے جمع کرو۔“

کاتب وحی سیدنا زید τ فرماتے ہیں:

> ”خدا کی قسم! اگر یہ حضرات مجھے کوئی پہاڑ دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو ایسا کرنا میرے لئے آسان ہوتا۔ میں نے عرض کی: آپ وہ کام کیسے کرسکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟۔ سیدنا ابو بکر صدیق τ نے فرمایا: خدا کی قسم! ایسا کرنا ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد خلیفہ محترم بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس رائے پر کھول دیا جو حضرات ابو بکر و عمر [کی تھی۔ چنانچہ میں نے قرآنی آیات کو تلاش کرنا شروع کیا اور کھجور کی شاخوں، پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں

بھی آنحضرت ﷺ کے حکم سے کی گئی۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن کبریٰ میں روایت فرماتے ہیں:

"قال ابنُ عباسٍ رضی الله عنهما لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ آيَةٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ { وَاتَّقُواْ يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيْهِ إِلَى اللّهِ"

توجناب جبریلؑ نے آپ ﷺ سے فرمایا:

"يا محمد! ضَعْهَا عَلَى رَأْسِ ثَمَانِيْنَ وَمِئَتَىْ آيَةٍ مِنْ سورة البقرة۔"

”اللہ کے رسول ﷺ! آپ اسے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد رکھئے۔“

اسی لئے علماء کہتے کہ قرآنی سورتوں میں آیات کی تقدیم و تاخیر جائز نہیں۔ سیدنا عثمان بن ابی العاص τ کہتے ہیں:

«كنتُ جالساً عند النبيِّ ﷺ إذْ شَخَصَ بِبَصَرِه ثُمَّ صَوَّبَه ، ثم قال: أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَضَعَ هٰذِهِ الآيَةَ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنَ السُّوْرَةِ {إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِىْ الْقُرْبَى »[21]

”میں رسول اکرم ﷺ کے خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک آپ ﷺ نے اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیں پھر انہیں آہستگی سے نیچے لائے۔ پھر فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس آیت کو سورۃ کے اس مقام پر رکھوں۔“

سیدنا زید τ نے بھی جمع و تدوینِ قرآن اور فہم قرآن کیلئے آیات کی وہی ترتیب ملحوظ رکھی جو رسول اکرم ﷺ نے بتائی تھی جس پر تمام صحابہ کرام [نے اتفاق بھی کیا۔ عبد اللہ بن زبیرؓ نے امیر المومنین عثمانؓ سے عرض کی کہ آیت:

«وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًاجصلے وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ »[22]

یعنی کہ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًاجصلے وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ کو اس آیت نے منسوخ کیا ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اور یہ آیت وصیت والی آیت سے تلاوت میں پہلے ہے تو آپ اسے بعد میں کیوں لکھ رہے ہیں؟ سیدنا عثمانؓ نے فرمایا: میرے بھتیجے! میں اس قرآن کی کسی آیت کو اس کی جگہ سے بدل نہیں سکتا۔

2- جمع و فہمِ قرآن اور خلافت صدیقی τ

جمع قرآن کے بعد تدوینِ قرآن و فہم قرآن کا مرحلہ بھی حضور ﷺ کی سیرت سے ثابت ہے اور اہل لغت جمع قرآن کے ساتھ تدوین قرآن کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ابو سکین محمد بن ابراہیم لکھتے ہیں:

> ”عربی زبان میں 'جمع القرآن' کا لفظ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے: زبانی حفظ کے معنی میں کتابت اور تدوین کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔“[23]

حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مذکورہ دونوں معنوں میں حفاظت قرآن (جمع و تدوین) کا انتظام ہوا۔ جہاں تک پہلے معنی کا تعلق ہے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم کو اپنے سینہ میں محفوظ کیا اور قرآنِ کریم آپ ﷺ کے صفحاتِ قلب پر نقش تھا۔ نیز آپ کے دور میں متعدد صحابہ [قرآنِ کریم کے حافظ تھے۔ مہاجرین صحابہ کرام میں خلفائے اربعہ، طلحہ، سعد، حذیفہ بن یمان، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابو ہریرہ، ابن عمر، ابن عباس، عمرو بن العاص، ان کے بیٹے عبد اللہ، معاویہ، ابن زبیر، عبد اللہ بن سائب، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو مکمل قرآنِ کریم حفظ تھا۔ اور انصاری صحابہ میں اُبی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابو دردائ، مجمع ابن حارثہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہم اور دیگر متعدد صحابہ کرام [حافظ قرآن تھے۔

---

[21] النسائي،أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب ،السنن الكبرى، مؤسسة الرسالة ،بيروت،(الرقم الحديث236)،90/3

[22] بخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،(الرقم الحدیث4530)،36/2

[23] أبو سكين، إبراهيم محمد، دراسات لغوية، دار التراث، بيروت،ص82

[24] الزر کشی،البرہان از زرکشی،235/1

”خدا کی قسم! اگر یہ حضرات مجھے کوئی پہاڑ دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو ایسا کرنا میرے لئے آسان ہوتا۔“

تدوینِ قرآن برائے فہم قرآن کا طریقہ کار

فہم قرآن کی حفاظت کے لئے قرآن کو جمع کرنے کے لئے سیدنا زید بن ثابت ؓ کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جس میں جلیل القدر صحابہ [شامل تھے۔ ابتداءً سیدنا ابو بکر ؓ نے جمع و تدوینِ قرآن کے سلسلے میں ایک اہم ہدایت دی جس پر عمل کے لئے سیدنا عمر فاروق کو سیدنا زید ؓ کے ساتھ بھی لگادیا۔ خلیفہ رسول ابو بکر ؓ نے سیدنا عمرؓ اور زید ؓ سے فرمایا:

«أقعُدَا عَلَى بَابِ الْمَسجِدِ، فَمَنْ جَاءَ كُمَا بِشَاہِدَینِ علی شَئٍ مِنْ كتابِ اللهِ فَاكْتُبَاهُ» [31]

”دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ تو جو تمہارے پاس قرآن کی کسی آیت پر دو گواہ لائے تو اسے لکھ لو۔“

عبدالرحمن بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"قَدِمَ عُمَرُ فقال: مَنْ تَلَقَّى مِن رسولِ اللهِ ﷺ شيئًا مِنَ القرآنِ فَلْيَأتِ بِہ، وَكَانوا یَكْتُبُون ذَلِکَ فِي الْمُصْحَفِ وَالألواحِ وَالعُسُبِ، وكَانَ لا یَقبَلُ مِن أحدٍ شيئا حَتى یَشْہَدَ شَاہِدَانِ۔" [32]

”سیدنا عمر تشریف لائے اور فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کا کوئی حصہ حاصل کیا ہو تو وہ اسے لے آئے۔ صحابہ قرآن مجید کو صحیفوں، تختیوں اور کھجور کی چھالوں پر لکھا کرتے تھے۔ آپ یہ تحریر دو گواہوں کے پیش کردینے کے بعد قبول کرتے۔“

خلاصہ یہ ہے کہ تدوینِ قرآن و فہم قرآن کے لئے سب سے پہلے تو یہ اعلان عام کردیا گیا کہ جس شخص کے پاس قرآن کریم کی لکھی ہوئی کوئی آیت بھی ہو وہ سیدنا زید ؓ کے پاس لے آئے۔ جب کوئی لکھی ہوئی آیت لے آتا تو وہ چار طریقوں سے اس کی تصدیق کرتے۔

- ۱۔ اپنی یادداشت سے اس کی توثیق کرتے۔
- ۲۔ کمیٹی کے ممبر سیدنا عمر ؓ فاروق بھی حافظ قرآن تھے جو اپنے حافظہ سے اس کی توثیق کرتے تھے۔
- ۳۔ کوئی لکھی ہوئی آیت اس وقت تک قبول نہ کی جاتی جب تک دو قابل اعتماد گواہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھی۔
- ۴۔ بعد میں ان کی لکھی ہوئی آیات کا ان مجموعوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا جو مختلف صحابہ ؓ نے تیار کر رکھے تھے۔

اتفاق سے ایک آیت ایسی تھی جو صرف سیدنا ابو خزیمہ انصاری ؓ کے پاس لکھی ہوئی تھی۔ یہ سورۃ توبہ کی آخری یہ آیت تھی

ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۔۔۔تا۔۔۔ وَہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ [33]

اس آیت کے قبول میں دو گواہیاں نہ ہونے کے باوجود اس آیت کو لے لیا گیا۔ اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ یہ آیت لکھی ہوئی نہ ہونے کے باوجود بھی سینکڑوں حفاظ کو یاد تھی اور دوسری یہ کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابو خزیمہ ؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: ان کی گواہی دو کے برابر ہے جس کی ایک خاص وجہ تھی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے کسی سے اونٹوں کا لین دین یعنی سودا کیا۔ آپ ﷺ نے یہ سودا تنہا کیا تھا۔ جس شخص سے سودا کیا وہ بعد میں اونٹوں کی طے شدہ قیمت دینے سے مکر گیا۔ پھر آپ ﷺ سے پوچھتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس سے قرآن کو جمع کر ڈالا۔ جس کے صحیفے سیدنا ابو بکر ؓ کے پاس ان کی وفات تک رہے۔ بعد میں یہی صحیفے ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر ؓ کے پاس آ گئے۔“ [25]

خلیفہ رسول ابو بکر ؓ کے اس عمل کو صحابہ رسول نے اور تمام امت نے سراہا اور امت پر ایک بڑا احسان سمجھا۔ سیدنا علی ؓ بن ابی طالب نے فرمایا:

"أَعْظَمُ النَّاسِ فِي الْمَصَاحِفِ أَجْرًا أَبِي بَكْرٍ، رَحْمَةُ اللهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ ہُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللهِ۔" [26]

”مصاحف کو جمع کرنے میں سب سے زیادہ جری سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ثابت ہوئے ہیں، اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو وہ امت کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو جمع کر ڈالا۔“

جمع و فہم قرآن میں سیدنا زید بن ثابت کی خدمات

سیدنا زید ؓ ہی وہ خوش نصیب صحابی ہیں جس نے اصل میں اس کام کو پایا تکمیل تک پہنچایا اور پوری امت پر احسان فرمایا۔ ان پر کچھ سوالات اٹھتے ہیں کہ سیدنا زید کا انتخاب کیوں؟ سیدنا زید ؓ کو دو خلفاء نے کتابت قرآن اور اس کے جمع کرنے کی زحمت کیوں دی؟ اس پر ان کی نظر کیوں پڑی؟ اس کے بارے میں کتاب المصاحب کے مصنف لکھتے ہیں:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بعض مخصوص خوبیوں اور خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ غالباً ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ سیدنا زید ؓ کو ہمسایہ ہونے کی وجہ سے دوسروں پر ترجیح دیتے۔ اس لئے وحی کے بعد آپ ﷺ انہیں بلوا بھیجتے اور زید ؓ وحی لکھ لیا کرتے تھے۔“ [27]

نیز مدینہ تشریف آوری کے ساتھ ہی بنو نجار کے اس بچے کی تعریف جب اہل محلہ نے آپ ﷺ کے سامنے کی کہ دس سے زیادہ سورتیں یہ بچہ یاد کرچکا ہے تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: زید ؓ تم یہود کی تحریر کو میرے لئے سیکھ لو۔ مراد یہ کہ ان کی زبان کو ایسا سیکھو کہ تم خود بولنا، لکھنا اور پڑھنا جان سکو۔ زید ؓ کا اپنا بیان ہے کہ:

"مَا مَرَّتْ بِيْ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حَتَّى حَذَقْتُہ" [28]

”پندرہ دن نہیں گذرے تھے کہ میں نے اس میں مہارت حاصل کرلی۔“

بعد میں عبرانی زبان کے ترجمان بھی یہی تھے اور انہیں جواب لکھنے والے بھی۔ ایک اور وجہ علماء نے یہ بیان کی ہے کہ سیدنا زید ؓ بن ثابت کو خود نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم حفظ کرایا تھا۔ اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ نے آخری رمضان میں دو مرتبہ قرآن کی دہرائی کی تو سیدنا زید ؓ بھی موجود تھے۔ [29]

سیدنا ابو بکر صدیق ؓ اور زید بن ثابت ؓ کا قرآن مجید کو جمع کرنے پر تأمل بھی قابل غور ہے کہ وہ کسی کام کو شرعی حیثیت دینے میں اور اسے قبول کرنے میں کتنے محتاط تھے۔ نیز اللہ تعالی نے ان مبارک ہستیوں کو جمع قرآن کا الہام کرکے حفاظت قرآن کا ذمہ دار بنادیا جس کی ابتداء مشورہ فاروقی سے ہوئی اور تکمیل سیدنا ابو بکر ؓ کے ہاتھوں یہ کہہ کر کرادی:

"إِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ، عَاقِلٌ، لاَ نَتَّہِمُکَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْىَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ "

”حضرت ابو بکر نے مجھ سے فرمایا: زید! تم نوجوان ہو اور سمجھ دار بھی۔ ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ہے۔ تم نے رسول اللہ ﷺ پر اترنے والی وحی کو لکھا ہے“

اور پھر حضرت زید ؓ کا یہ کہنا:

" فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِىْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَىَّ مِمَّا أَمَرَنِى بِہِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ۔" [30]

[29] الفتاوی الکبری ،ص147

[30] الشيباني،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (الرقم الحديث21108)،652/9

[31] ابن ابی داود،المصاحف از ابن ابی داؤد،ص12

[32] الزر کشی،البرہان از زرکشی،126/1

[33] التوبۃ129:9

[25] بخاری، محمد بن اسمائیل،صحیح بخاری ،کتاب التفسیر باب قولہ تعالی لقد جائکم رسول من أنفسکم،(الرقم الحدیث5429)،98/3

[26] ایضاً

[27] ابی داود،امام ،کتاب المصاحف،ص3

[28] الشيباني،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (الرقم الحديث21108)،652/9

SCRR

کیا کوئی گواہ ہیں جو یہ گواہی دے سکیں کہ میں نے اونٹوں کی یہ قیمت کہی تھی۔ ابو خزیمہ τ اس وقت موجود تھے انہوں نے کہا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ حالانکہ سودا کرتے وقت وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ابو خزیمہ! تم کیسے گواہی دیتے ہو جب کہ تم اس موقع پر تھے ہی نہیں؟ انہوں نے جواب میں عرض کی: اللہ کے رسول! اگر آپ عرش کی باتیں ہمیں سچ سچ بتا دیتے ہیں تو اس کے سچا ہونے میں کیا شک؟ انہوں نے صرف اس وجہ سے گواہی دے دی کہ اگر نبی ﷺ یہ کہہ رہے ہیں تو یقیناً سچ ہو گا۔[34] اس وقت آپ ﷺ نے ان کی گواہی دو گواہوں کے برابر قرار دی۔

عہدِ صدیقی کے نسخہ کی فہمی خصوصیات

تدوینِ قرآن و فہم قرآن میں اس کمیٹی نے انتہائی احتیاط اور سخت محنت کے بعد قرآن کو ایک سال کی مدت میں جمع کر دیا، جسے تمام صحابہ کرام نے اتفاقاً قبول کیا اور یوں امت بھی اس پر جمع ہو گئی۔

اس نسخہ کی خصوصیات حسب ذیل تھیں:

- ۱۔ نسخہ میں قرآنی آیات کی ترتیب آپ ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق تھی لیکن سورتیں مرتب نہ تھیں بلکہ ہر سورت الگ اور علیحدہ صحیفہ میں تھی جن کی ترتیب عہد عثمانؓ میں ہوئی۔ اس نسخہ کا نام مصحف اُم رکھا گیا۔
- ۲۔ اس نسخہ میں ساتوں حروف جمع تھے۔
- ۳۔ یہ نسخہ خط حیری میں لکھا گیا تھا۔
- ۴۔ اس میں صرف وہ آیات لکھی گئیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی یہی وجہ ہے کہ اس میں آیۃ الرجم نہیں لکھی گئی کیونکہ اس کی تلاوت منسوخ تھی مگر حکم باقی تھا۔
- ۵۔ یہ امت کے لئے ایک ایسا متفقہ مرتب نسخہ تھا جو اسے انتشار سے بچا گیا۔ اسی لئے سیدنا زیدؓ نے تمام گواہوں کی موجودگی میں اس کا اعلان کیا۔ جس کے صحیح ہونے کی سب نے بلا اعتراض گواہی دی۔

سیدنا زید τ نے تکمیل مصحف کے بعد اسے خلیفہ رسول ابو بکر صدیق τ کے سپرد کر دیا جو ان کے پاس وفات تک رہا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا ان کی وفات کے بعد یہ مصحف ام المؤمنین سیدہ حفصہ τ کے پاس اس وقت تک رہا۔

> ”سیدنا عثمان τ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ τ کے پاس سے طلب کر کے منتخب کمیٹی کے ذریعے نئے نسخے تیار کروائے اور اسے واپس لوٹا دیا جو ان کی وفات کے بعد سیدنا ابن عمر τ کے ذریعے مروان بن الحکم کے پاس آیا تو مروان نے یہ سوچ کر کہ مبادا اس میں کوئی ایسی بات ہو جو نسخہ عثمان τ سے مختلف ہو اسے ضائع کر دیا۔“[35]

3-جمع و فہم قرآن عہدِ فاروقی τ میں

سیدنا عمر τ کے دور میں تدوینِ قرآن و فہم قرآن کی بجائے اشاعت قرآن پر زیادہ کام ہوا جسے فہم قرآن کی اصل بنیاد کیا جا سکتا ہے۔ آپ τ نے ہر جگہ یہ احکام بھیجے کہ قرآن کی تعلیم کے ساتھ صحت الفاظ اور اعراب کی تعلیم پر بھی توجہ دی جائے۔ سیدنا عمر فاروق τ کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کریم ہر طرف پھیل گیا اور حفاظ کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف سعد بن ابی وقاص τ کے لشکر میں ۳۰۰ حفاظ موجود تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: آج مسلمانوں میں جو بھی قرآن پڑھتا ہے فاروق اعظم τ کا احسان اس کی گردن پر ہے۔[36]

[34] الزر کشی، البرہان از زرکشی، 231/1
[35] ابن ابی داود، المصاحف ابن ابی داؤد، ص89
[36] ابن ابی داود، المصاحف ابن ابی داؤد، ص89

4-جمع و فہم قرآن عہد عثمانی τ میں

تدوینِ قرآن و فہم قرآن کے ادوار میں باقاعدہ طور پر تدوین تیسری مرتبہ جو ہوئی وہ سیدنا عثمان غنی τ کے دور میں ہوئی جس کا ذکر مستدرک حاکم کی ایک روایت میں بھی ہے کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تدوین کے تین ادوار ہیں جو کہ حدیث سے بھی ثابت ہے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ مستدرک میں فرماتے ہیں:

«جُمِعَ الْقُرْآنُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَحَدُہَا بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ، وَالثَّانِيَةُ: بِحَضْرَةِ أَبِى بَكْرٍ رَضِىَ اللهُ عَنْہُ، وَالْجَمْعُ الثَّالِثُ فِى زَمَنِ عُثْمَانَ.»[37]

> ”قرآن کریم تین بار جمع کیا گیا، پہلی بار آپ ﷺ کی موجودگی میں، دوسری بار سیدنا ابو بکر صدیق τ کی موجودگی میں اور تیسری بار سیدنا عثمان τ کے عہد میں۔“

عہدِ عثمانی τ میں جمع و فہم قرآن کا پس منظر

مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ تدوینِ قرآن و فہم قرآن کا باقاعدہ تیسرا دور عہدِ عثمانی ہے۔ سیدنا عثمان τ کے دور خلافت میں اسلام عرب سے نکل کر روم اور ایران کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا۔ نئے مسلمان جو عجمی تھے مجاہدین اسلام یا مسلمان تاجروں سے قرآن سیکھتے جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوتی۔ قرآن سبعہ حروف میں نازل ہوا تھا۔ صحابہ کرام [نے نبی اکرم ﷺ سے مختلف قراءتوں کے مطابق سیکھا تھا۔ اس لئے ہر صحابی نے اپنے شاگرد کو اسی طرح پڑھایا جس طرح اس نے خود نبی اکرم ﷺ سے سیکھا تھا۔ یوں قراءتوں کا اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا اور لوگوں میں جھگڑے پیدا ہونے لگے۔ زیادہ خرابی اس لئے بھی پیدا ہوئی کہ سوائے ”مصحف ام“ کے پورے عالم اسلام میں کوئی ایسا معیاری نسخہ نہ تھا جو امت کے لئے نمونہ و حجت ہو۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورَین τ خود بھی اس خطرے کا احساس کر چکے تھے۔ کیونکہ انہوں نے مدنی بچوں میں ان کے اساتذہ کی اختلاف قراءت کے اثرات کو بھانپ لیا تھا۔ سیدنا عثمان τ اپنی تقاریر میں ان سے فرما بھی چکے تھے:

"أَنْتُمْ عِنْدِىْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْہِ فَتَلْحَنُونَ، فَمَنْ نَأَى عَنِّيْ مِنَ الأَمْصَارِ أَشَدُّ اخْتِلَافاً، وَأَشَدُّ لَحْناً، اِجْتَمِعُوْا يا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، وَاكْتُبُوْا لِلنَّاسِ إِمَاماً"[38]

> ”تم میرے پاس ہوتے ہوئے بھی اختلاف کرتے ہو اور لحن بھی، تو جو مجھ سے دور علاقوں میں آباد ہیں ان کا اختلاف اور لحن تو اور زیادہ ہو گا۔ اے اصحاب محمد! اتفاق کر لو اور لوگوں کے لئے ایک امام لکھ ڈالو۔“

فہم قرآن میں تدوین قرآن کے کردار کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے ک آپ τ نے صحابہ [کے سامنے یہ رائے رکھی کہ مصحف اُم کو سامنے رکھ کر ایک ایسا مصحف تیار کیا جائے جو صرف قریش کی لغت پر ہو۔ پھر اس کی نقول بنوا کر تمام عالم اسلام میں پھیلا دی جائیں۔ تمام صحابہ τ نے خلیفہ راشد سیدنا عثمان τ کی اس اجتہادی رائے کی بھرپور تائید کی کہ قرآن صرف قریش کے لہجے میں یا قریش جس طریقے سے پڑھتے ہیں اس میں لکھا اور جمع کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ قریشی تھے، آپ ﷺ افصح العرب تھے، اور قریش ہی کی زبان و لہجے میں قرآن اترا تھا۔[39]

فہم قرآن و تدوین قرآن میں ربط

فہم قرآن و تدوین قرآن میں ربط کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا عثمان τ نے سن پچیس ہجری میں وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا جس کی تفصیل سیدنا انس τ کی روایت سے صحیح بخاری میں یوں بیان ہوئی ہے جس کا اختصار کے پیش نظر ترجمہ کیا جا رہا ہے:

> ”سیدنا حذیفہ τ سیدنا عثمان τ کے پاس تشریف لائے۔ وہ اہل شام و عراق کے ساتھ آرمینیہ اور آذربیجان کو فتح کرنے کے لئے جہاد کر رہے تھے۔ یہاں عراقیوں کے قراءت

[37] حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد. المستدرک علی الصحیحین. (الرقم الحدیث3488)، 342/11
[38] ابن ابی داود، المصاحف ابن ابی داؤد، ص22
[39] ایضاً

فہم قرآن کیلئے انہیں یہ بھی بتایا کہ جب کسی آیت میں ایک سے زائد قراءت تواتر سے ثابت ہوتی ہوں تو اس آیت کو کسی علامت کے بغیر لکھا جائے تاکہ اس سے ایک قراءت نہ ہو سکے بلکہ اسے ایک ایسے رسم میں لکھا جائے جس سے ایک سے زائد قراءت ممکن ہو سکیں۔ جیسے:

" فتبينوا} کو{فتثبتوا} بھی پڑھا گیا اور{ ننشزہا} کو{ ننشرہا} بھی پڑھا گیا۔"

فہم قرآن میں جمع وتدوین قرآن کے کردار کا اندازہ اس سے بھی لگائیں کہ اسی طرح اگر کوئی لفظ مختلف قراءت میں نہ پڑھا جا سکے تو اسے بعض مصاحف میں ایسے رسم الخط سے لکھ دیا جائے جس سے صرف ایک ہی قراءت ہو سکے اور کچھ مصاحف میں ایسے رسم سے کہ اس سے ایک اور قراءت بھی معلوم ہوتی ہو۔ جیسے ڈاکٹر عبد السلام لکھتے ہیں:

"{ وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيْمُ---} (البقرۃ:۱۳۲) کو بعض مصاحف میں{ أوصى} لکھا گیا۔ {وَسَارِعُواْ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ---} (آل عمران:۱۳۳) کو کچھ مصاحف میں سین سے قبل واؤ کے ساتھ لکھا گیا اور بعض میں بغیر واؤ کے۔"[43]

اس جماعت کے ذمے یہ کام بھی لگایا گیا کہ وہ مصحف ام سے نقل کر کے کئی ایسے صحیفے تیار کرے جن میں سورتیں بھی مرتب ہوں۔ ابتداء میں یہ کام انہی لوگوں کے سپرد تھا لیکن بعد میں یہ تعداد بڑھا کر بارہ کر دی گئی۔ ان حضرات نے کتابت قرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کام سرانجام دیئے:

☆... انہوں نے تمام سورتوں کو ترتیب وار ایک ہی مصحف میں لکھا۔

☆... ان حضرات نے نہ صرف مصحف ام کو سامنے رکھا بلکہ نقول تیار کرتے وقت اس کی کتابت وخط کا خصوصی خیال کیا۔ جہاں پر بھی تھوڑا سا اختلاف سیدنا زید اور کمیٹی کے مابین ہوا وہیں پر قریشی لہجہ اور قریشی لغت کو بنیاد بنا کر اس کی تصحیح کر دی گئی۔ کیوں کہ اس مصحف کو لکھوانے کی اصل غرض ہی یہ تھی کہ مسلمانوں کو ایک ہی لہجہ اور لغت پر اکٹھا کر دیا جائے۔ چنانچہ اس لکھے ہوئے قرآن کو کسی صحابی نے بھی پڑھا تو اس نے اس کے رسم ولغت سے اختلاف نہیں کیا بلکہ اسے ہی صحیح اور محقق قرآن قرار دیا۔

☆... اس کے خط میں اس بات کی رعایت رکھی گئی کہ وہ ساتوں حروف اس میں سما جائیں جو عرضہ اخیرہ میں موجود تھیں۔ اور قراءت کی مختلف صورتیں بھی جائز قرار دی جا سکیں۔

☆... اختلاف قراءت میں صرف اس صورت پر اکتفاء کیا گیا جو متواتر تھی۔ باقی منفرد قراءت کو اہمیت نہیں دی گئی اس لئے کہ وہ متواتر نہیں تھیں۔

☆... ذاتی مصاحف میں صحابہ رسول کے اپنے وضاحتی بیانات یا الفاظ کی تشریح کو بھی غیر اہم قرار دیا گیا۔

☆... وہ الفاظ وآیات جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی کمیٹی نے اسے بھی نظر انداز کیا اس لئے کہ عرضہ اخیرہ میں یہ شامل نہیں تھیں۔ یہ وہی کچھ تھا جو سیدنا زیدؓ نے دور صدیقی میں لکھا تھا۔

☆... انہوں نے مصحف امؔ کی ایک سے زائد نقول تیار کیں جن کی تعداد، روایات میں پانچ بھی ملتی ہے اور سات بھی

☆... یہ معیاری نسخے تیار کروانے کے بعد سیدنا عثمانؓ نے وہ تمام انفرادی نسخے نذر آتش کر دیے جو مختلف صحابہ مثلاً: ابی بن کعبؓ، علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ کے پاس تھے تاکہ تمام مسلمان ایک ہی نسخے پر جمع ہوں اور اختلاف کی گنجائش نہ رہے پھر ان نسخوں کو مدینہ کے علاوہ مکہ، شام، یمن، کوفہ وبصرہ، بحرین وغیرہ بھجوا دیا گیا۔

قرآن میں اختلاف کو دیکھ کر سیدنا حذیفہ τ سہم سے گئے۔ انہوں نے سیدنا عثمان τ سے عرض کی: اس امت کا علاج کیجئے اس سے پہلے کہ ان کا اپنی مقدس کتاب میں ویسا ہی اختلاف ہو جیسا یہود ونصاری کے یہاں ہو چکا ہے۔ سیدنا عثمان τ نے سیدہ حفصہ τ ام المؤمنین سے مصحف منگوایا تاکہ اس کی نقول تیار کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے سیدنا عثمان τ کے پاس بھیج دیا۔ پھر امیر المؤمنین نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن ابی العاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام [کو قرآن لکھنے کا حکم دیا۔ جو انہوں نے اسے مختلف صحیفوں میں لکھ ڈالا۔"[40]

قرات کا اختلاف اصل میں فہم قرآن کا اختلاف تھا کہ لوگ سمجھنے میں فرق کرنے لگے تو سیدنا حذیفہ τ سیدنا عثمان τ کے پاس تشریف لائے۔ وہ اہل شام وعراق کے ساتھ آرمینیہ اور آذربیجان کو فتح کرنے کے لئے جہاد کر رہے تھے۔ یہاں عراقیوں کے قراءت قرآن میں اختلاف کو دیکھ کر سیدنا حذیفہ τ سہم سے گئے۔ انہوں نے سیدنا عثمان τ سے عرض کی: اس امت کا علاج کیجئے اس سے پہلے کہ ان کا اپنی مقدس کتاب میں ویسا ہی اختلاف ہو جیسا یہود ونصاری کے یہاں ہو چکا ہے۔

اس موقع پر سیدنا عثمان τ نے تینوں قریشیوں سے فرمایا: جب تم اور زید کتابت کے دوران کسی بھی شے میں اختلاف کرو تو پھر قرآن کو قریشی زبان میں لکھنا اس لئے کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حتی کہ جب چند مصاحف لکھ لئے گئے تو سیدنا عثمان τ نے اصل نسخہ ام المؤمنین کو واپس لوٹا دیا اور ہر صوبہ میں ان لکھے ہوئے مصاحف کی ایک ایک نقل بھجوا دی۔ ساتھ ہی یہ حکم جاری کیا کہ اس قرآن کے سوا اب ہر صحیفہ یا مصحف جلا دیا جائے۔

فہم قرآن کی چار رکنی کمیٹی کا قیام

یہاں اصل جو کمیٹی بن رہی یہ خالص فہم قرآن کی اشاعت وترویج کیلئے ہے۔ خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین τ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ ρ سے مصحف ام منگوایا اور صحابہ رسول سے ہی پوچھا:

"مَنْ أَكْتَبُ النَّاسِ؟"

"کون سب سے بہتر کاتب ہے۔"

انہوں نے کہا: کاتب رسول اللہ ﷺ زیدؓ بن ثابت۔ انہوں نے فرمایا:

"فَأَيُّ النَّاسِ أَعْرَبُ؟ وَفِي رِوَايَةٍ : أَفْصَحُ؟"

"لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح عرب کون ہے؟ انہوں نے کہا: سعید بن العاص τ۔"

سیدنا عثمان τ نے فرمایا:

"فَلْيُمْلِلْ سَعِيْدٌ وَلْيَكْتُبْ زَيْدٌ۔"[41]

"تو سعید املاء کرائیں اور زید لکھیں۔"

جمع قرآن سے فہم قرآن میں اختلافات کا خاتمہ

جمع قرآن سے فہم قرآن میں اختلافات کا خاتمہ کے لئے ہی ایک قرات پر جمع کیا تاکہ مختلف قراتوں سے مختلف معانی نہ سمجھ لئے جائیں۔ سیدنا زید بن ثابت τ کی سرکردگی میں ایک چار رکنی کمیٹی بنائی جس میں سیدنا زید کے علاوہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص ور عبد الرحمن بن حارث شامل تھے۔ یہ حضرات صحیح قریشی لہجہ میں قراءت کے انتہائی راسخ حافظ وضابط تھے۔ تینوں قریشی صحابہ کو کتابت قرآن کی ذمہ داری سپرد کرتے ہوئے فرمایا:

"إِذَا اخْتَلَفْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا"[42]

"جب تمہارے اور زید کے مابین کچھ اختلاف ہو تو پھر اس قرآن کو قریش کی زبان میں لکھو اس لئے قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔"

[40] بخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي ،صحيح البخاري، (الرقم الحديث559)،98/2

[41] بخاري ،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي ،صحيح البخاري، (الرقم الحديث4987)،28/3

[42] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی، السنن الترمذی، (الرقم الحديث6712)،87/2

[43] عبدالسلام ، ڈاکٹر ،اختلافِ قراءت،ص87

SCRR

تلاوت کی ریکارڈنگ سے۔ جمع و تدوینِ قرآن اور فہم قرآن مجید کی تدوین کا کام عہد نبوی ﷺ میں ہوا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اس وقت تحریر کا کام نہیں تھا بس سینوں میں محفوظ تھا حالانکہ اس دور میں تحریر کیا جاتا تھا اور کاتبانِ وحی موجود تھے۔ یوں قرآن کریم مرتب صورت میں کتابی شکل میں بھی محفوظ ہو گیا۔ اس کتابت کے بارے میں کاتب وحی سیدنا زید بن ثابت τ فرماتے ہیں: ”قرآن کی جو آیات نازل ہوتیں آپ ﷺ مجھے لکھوا دیتے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو سناتا، اگر اصلاح کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ اصلاح فرما دیتے۔ پھر اس کے بعد اس لکھے ہوئے کو میں لوگوں کے سامنے لاتا۔ جو کچھ بھی لکھا جاتا وہ آپ ﷺ کے گھر میں رکھ دیا جاتا تھا۔ اس دور میں قرآن کاغذوں پر لکھا جاتا نہ ہی باقاعدہ مصحف کی صورت میں تھا بلکہ متفرق طور پر پتھر کی تختیوں، چمڑے کے ٹکڑوں، درخت کی چھالوں اور چوڑی ہڈیوں وغیرہ پر لکھا جاتا تھا۔ جمع قرآن کے بعد تدوینِ قرآن و فہم قرآن کا مرحلہ بھی حضور ﷺ کی سیرت سے ثابت ہے اور اہل لغت جمع قرآن کے ساتھ تدوین قرآن کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف سعد بن ابی وقاص τ کے لشکر میں ۳۰۰ حفاظ موجود تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: آج مسلمانوں میں جو بھی قرآن پڑھتا ہے فاروق اعظم τ کا احسان اس کی گردن پر ہے۔ تدوینِ قرآن و فہم قرآن کا باقاعدہ تیسرا دور عہدِ عثمانی ہے۔ سیدنا عثمان τ کے دور خلافت میں اسلام عرب سے نکل کر روم اور ایران کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا۔ نئے مسلمان جو عجمی تھے مجاہدین اسلام یا مسلمان تاجروں سے قرآن سیکھتے جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوتی۔ قرآن سبعہ حروف میں نازل ہوا تھا۔ صحابہ کرام [نے نبی اکرم ﷺ سے مختلف قراءتوں کے مطابق سیکھا تھا۔ اس لئے ہر صحابی نے اپنے شاگرد کو اسی طرح پڑھایا جس طرح اس نے خود نبی اکرم ﷺ سے سیکھا تھا۔ یوں قراءتوں کا اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا اور لوگوں میں جھگڑے پیدا ہونے لگے۔ زیادہ خرابی اس لئے بھی پیدا ہوئی کہ سوائے ”مصحف ام“ کے پورے عالم اسلام میں کوئی ایسا معیاری نسخہ نہ تھا جو امت کے لئے نمونہ و حجت ہو۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین τ خود بھی اس خطرے کا احساس کر چکے تھے۔ کیونکہ انہوں نے مدنی بچوں میں ان کے اساتذہ کی اختلاف قراءت کے اثرات کو بھانپ لیا تھا۔ سیدنا عثمان τ اپنی تقاریر میں ان سے فرما بھی چکے

نتائج و فوائد

اس تحقیق کے درج ذیل فوائد و نتائج ہیں:

1. فہم قرآن میں قرآن کو سمجھنا، احکام، امر و نواہی کے احکام جاننا مراد ہے۔
2. فہم قرآن کی سمجھ بوجھ کیلئے قرآن کے جمع و تدوین کے کئی ایک مراحل پیش آئے اور آج ہم تک قرآن پہنچا ہے۔
3. فہمِ قرآن اور جمع و تدوین قرآن سے مراد ہے کہ قرآن کے معانی و مفاہیم کو محفوظ رکھنے اور اسے انسانیت تک پہنچانے کیلئے کئی ایک مراحل سے گزارا گیا ہے۔
4. فہم قرآن کیلئے جمع تدوین کے مختلف مراحل پیش آئے جیسا کہ اوائلِ عرب لوگ اسے سمجھتے تھے، اور یہ نقطے کے بغیر تھا۔
5. جب مزید آگے دور آیا کہ لوگ سمجھنے میں دشواری محسوس کرنے لگے تو اس پر نقطے لگائے گئے تاکہ اصل مقصد جو فہم قرآن ہے وہ حاصل ہو۔
6. وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب نقطے کے بعد لوگ اعراب میں غلطی کرنے لگے تو اس کے فہم کو محفوظ رکھنے کیلئے اعراب لگائے گئے۔
7. یہ سارا کام عہد نبوی ﷺ سے عہدِ صحابہ میں مکمل ہوا تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

☆... کمیٹی نے قرآنی نسخوں کو مرتب کرتے وقت کلمات و حروف کے لکھنے کا جو خاص طرز و انداز اختیار کیا علماء نے اس کا نام رسم مصحف لکھا۔ اور اس پسندیدہ رسم الخط کو حضرت عثمانؓ کی جانب منسوب کر کے رسم عثمانی یا خط عثمانی نام دے دیا۔[44]

مندرجہ بالا خدمات کے لئے سیدنا عثمان غنی کو سابقہ قرآن کے نسخے ختم کرنے کیلیے تاکہ اختلافات ختم ہون اور مستند ایک ہی نسخہ رہے، تو آپ نے سابقہ نسخے ختم کر دیے تو لوگ باتیں کرنے لگے جیسا کہ سیدنا مصعب بن سعد τ فرماتے ہیں:

"أَدْرَكْتُ النَّاسَ مُتَوَافِرِيْنَ حِيْنَ حَرَقَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَأَعْجَبَهُمْ ذَلِكَ ، أو قَالَ: لَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ مِنْهُمْ أَحَدٌ، وَهُوَ مِنْ حَسَنَاتِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّتِيْ وَافَقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهَا، وَكَانَتْ مُكَمِّلَةً لِجَمْعِ خَلِيْفَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَبِى بَكْرٍ رَضِيَ الله عنہ۔"[45]

”میں نے بکثرت لوگوں کو پایا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے جب قرآنی نسخوں کو جلایا تو انہیں یہ کام بڑا عجیب لگا یا انہوں نے فرمایا: کسی نے اس کام کو ناپسند نہیں کیا، یہ عمل حضرت عثمانؓ کی حسنات یعنی نیکیوں میں سے ہے جس کے تمام مسلمان موافق تھے اور خلیفہ رسول حضرت ابو بکرؓ کے جمع قرآن کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والا یہ عمل تھا۔“

سیدنا عثمان τ کا یہ تدوینِ قرآن کا کام جمع ثانی کہلاتا ہے۔ جمع اول کا کام تو عہد نبوی ﷺ و صدیقی τ میں ہو چکا تھا۔ عہد عثمانی τ میں بس اتنا کام ہوا کہ قراءت میں جو اختلاف پیدا ہوا تھا اسے ایک مخصوص انداز تحریر سے ختم کر دیا گیا اور ایک ہی لغت پر قرآن کو لکھ کر امت کو اس پر جمع کر دیا گیا۔ اس بناء پر سیدنا عثمان τ کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ آج بھی تاشقند اور استنبول میں رکھے مصحف عثمانی کے نسخوں اور ان کے رسم الخط کو دیکھا جا سکتا ہے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ سیدنا عثمان τ کی اس مخلصانہ کوشش کے یہ عظیم الشان نتائج ہیں کہ امت آج بھی قرآن مجید پر متفق ہے اور مجتمع بھی۔ اسی باہمی الفت و محبت نے امت کو بڑے اختلاف سے بچا لیا ہے۔ فہمِ قرآن کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کیلئے تابعین کرام اور ان کے بعد لوگوں نے قرآن کریم کو حفظ کیا تدوینی مراحل سے گزارا۔ جمع و تدوین کے بعد فہم قرآن کیلیے صحابہ رسول نے دنیا بھر میں پھیل کر جہاں لوگوں کو امور دین سے آگاہ کیا وہاں قرآنی تعلیم کے حلقے بھی قائم کئے ان علاقوں کی مساجد میں باقاعدہ تدریس و فہم قرآن کے شعور کا آغاز کیا۔ بہت سے لوگ ان کے پاس محض اسے سیکھنے آئے۔ بعض مدارس کو بہت شہرت بھی ملی۔ جن میں بہت سے تابعین دور دراز کے علاقوں سے محض فہمِ قرآن کیلئے آئے اور فہم قرآن کی تکمیل کے بعد وہ دنیا کے امام بنے اور مشرق و مغرب میں فہم قرآن کی اشاعت و ترویج کی اور یوں فہم قرآن کو رہتی دنیا تک قائم رکھنے کے لئے مختلف مراحل میں قرآن کی جمع و تدوین مکمل ہوئی اور فہم قرآن کا مقصد پایہ تکمیل تک پہنچا۔

خلاصہ تحقیق

فہم قرآن میں قرآن کو سمجھنا مراد ہے اور اسی سمجھ بوجھ کیلئے قرآن کے جمع و تدوین کے کئی ایک مراحل پیش آئے اور آج ہم تک قرآن پہنچا ہے۔ فہمِ قرآن اور جمع و تدوین قرآن سے مراد ہے کہ قرآن کے معانی و مفاہیم کو محفوظ رکھنے اور اسے انسانیت تک پہنچانے کیلئے کئی ایک مراحل سے گزارا گیا ہے جیسا کہ اوائلِ عرب لوگ اسے سمجھتے تھے، اور یہ نقطے کے بغیر تھا لیکن جب مزید آگے دور آیا کہ لوگ سمجھنے میں دشواری محسوس کرنے لگے تو اس پر نقطے لگائے گئے تاکہ اصل مقصد جو فہم قرآن ہے وہ حاصل ہو۔ مزید وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب نقطے کے بعد لوگ اعراب میں غلطی کرنے لگے تو اس کے فہم کو محفوظ رکھنے کیلئے اعراب لگائے گئے اور یہ سارا کام عہد نبوی ﷺ سے عہدِ صحابہ میں مکمل ہوا تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اس کے بعد جمع قرآن کا مرحلہ آتا ہے اور جمع قرآن سے مراد قرآن کریم کا جمع کرنا۔ خواہ حفظ سے ہو یا کتابت سے یا

[44] عبدالسلام ، ڈاکٹر ،اختلافِ قراءت،ص87

[45] امام ابی داود، کتاب المصاحف لابن ابی داؤد،14

SCRR

تجاویزوسفارشات

اس تحقیق کے بعد درج ذیل تجاویزوسفارشات ہیں

1. فہم قرآن اصل نزول قرآن کا مقصد ہے اسے حاصل کیا جانا چاہیے۔
2. فہم قرآن کے لئے قرآن چار بڑے تدوینی مراحل سے گزرا، اسے اجاگر کیا جائے۔
3. فہم قرآن اصل متاع حیات ہے اس کیلئے سعی کی جائے۔
4. فہم قرآن کو مضبوط کرنے کیلئے نت نئے اقدامات کئے جائیں۔
5. فہم قرآن کیلئے نصاب سازی پر توجہ دی جائے۔
6. فہم قرآن کو عام کرنے کیلئے جدید ٹیکنالوجی کا سہارا لیا جائے۔
7. فہم قرآن کے شعور کو پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔
8. فہم قران کو عام کرنے کیلئے آسان طریقہ کار مہیا کیا جائے۔
9. فہم قرآن کی فضیلت واہمیت پر اخبارات میں مضامین لکھے جائیں۔
10. فہم قرآن میں صحابہ کرام کی خدمات اور انکی کی اہمیت و افادیت پر خاص طور پر لکھنے کی ضرورت ہے۔

مصادرومراجع

القرآن۔

ابن ابی داود، المصاحف ابن ابی داؤد، دار القلم العربی، حلب، الطبعۃ الأولی، 1422ھ

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، مکتبۃ دار المنہاج للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ، 1428ھ-

أبو سکین، إبراھیم محمد، دراسات لغویۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1418ھ-

بخاری، محمد بن اسمائیل، صحیح بخاری، مکتبۃ القرآن للنشر والتوزیع، القاھرۃ، مصر الطبعۃ الأولی، 1418ھ-

ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن الترمذی. دار الکتب العلمیۃ، لبنان، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1421ھ

جوزی، ابن قیم، علامہ، زاد المعاد، دار الفکر الاسلامي الحدیثۃ، مصر، الطبعۃ 1410ھ-

حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد. المستدرک علی الصحیحین، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1417ھ

زرقانی، امام، مناہل العرفان، دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ-

سہارنپوری، رحیم بخش، مباحث علوم القرآن، مکتبہ رحمانیہ، لاہور 2018ء۔

الشیباني، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الأولی، 1421ھ

عبدالسلام، ڈاکٹر، اختلافِ قراءت، میر محمد کتب خانہ، کراچی، س ن،

عسقلاني، أحمد بن علي بن محمد حجر، فتح الباری، المکتبۃ السلفیۃ القاھرہ، س، ن۔

قزویني، أحمد بن فارس بن زکریاء، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر، عام النشر: 1399ھ-

کردي، محمد طاھر بن عبد القادر، تاریخ القرآن الکریم، مصطفی محمد یغمور، بمکۃ

کفوي، أیوب بن موسی الحسیني القریمي، الکلیات معجم، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

کحالہ، عمر رضا، معجم المؤلفین، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان

مسلم بن الحجاج القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربي، بیروت الطبعۃ الأولی، 1417ھ

نسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، سنن الصغری للنسائي، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، حلب 1390ھ۔